www.KitaboSunnat.com

عقائد و نظریات

تحریر : شیخ ابوبکر الجزائری
ترجمہ : حافظ حسن مدنی

مسلمان کو کافر قرار دینے کا مسئلہ ؟

"فرقہ واریت" عقائد و اعمال سے متعلق فکر و نظر کے اختلافات کا نام نہیں ہے، جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے، بلکہ یہ اختلافات کے بارے "نزاع" کا ایک رویہ ہے۔ علمی اجتہادات سے پیش آمدہ مسائل میں جو کئی پہلو نمایاں ہوتے ہیں، وہ کتاب و سنت کی نصوص کی تعبیر و اطلاق میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ "خیرالقرون" میں فرقہ وارانہ جمود سے قبل سلف صالحین کا علمی اختلاف قرآن حدیث کی تفہیم میں خاص کردار کا حامل ہے۔

لیکن علمی انحطاط کے ادوار میں عوام کی شخصی عقیدت اور مذہبی گروپوں سے جذباتی وابستگی نے فرقہ پرستی کو فروغ دیا ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں برطانوی سامراج نے اپنے سیاسی مقاصد کے لئے اسے خوب اُجاگر کیا اور اس کی معنوی اولاد، لارڈ میکالے کے نظام تعلیم کے پروردہ اسے مذہبی جذبات کی بیخ کنی کے لئے بطورِ طعن استعمال کرتے ہیں تاکہ نام نہاد سیکولرزم (لا دینیت) کے لئے فضا سازگار بنائی جاسکے۔ دورِ حاضر کی گندی سیاست نے تو فرقہ واریت کو تشدد کا رنگ بھی دے دیا ہے جس کے پیچھے بینُ الاقوامی سازش کام کر رہی ہے تاکہ مسلمان کفر کا مقابلہ کرنے کے لئے کبھی استحکام حاصل نہ کر سکیں۔

تاہم علم کے بغیر عوام کا فتویٰ بازی کے میدان میں اُتر آنا یا سیاسی استحصال کے نتیجے میں مسلمان نوجوانوں کی انتہاپسندی، دین کے لئے فائدہ مند ہونے کے بجائے اس انتشار کے عفریت کو مزید خطرناک بنا رہی ہے۔ ہماری اس کوتاہی کی نشاندہی کے لئے مدینہ یونیورسٹی کی ایک فاضل شخصیت شیخ ابوبکر الجزائری کا تحریر کردہ ایک جیبی سائز کا کتابچہ "فتویٰ بازی کی نزاکت" کے موضوع پر عربی میں شائع کیا گیا جس کا اُردو ترجمہ ہدیۂ قارئین ہے۔

(ادارہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ ایمان کی خصوصیات اور مومن کی صفات

۲۔ کفر کیا ہے اور کافر کون ہے؟

۳۔ مسلمان کو کافر کہنے کا مسئلہ

۴۔ کسی شخص کو کب کفر سے منسوب کیا جا سکتا ہے؟

اللہ کی حمد و ثنا اور رسول اکرم ﷺ پر درود و سلام کے بعد!

موجودہ دور میں نوجوانوں میں ایک دوسرے کو کافر قرار دینے کا فتنہ مسلمان قوم کے لیے کسی بڑے امتحان سے دو چار ہونے کی نشاندہی کرتا ہے۔ جس سے ملتِ اسلامیہ کے لئے بڑے نقصان دہ اثرات پیدا ہونے کا قوی امکان ہے۔ ان میں سے یہ ہے کہ دیارِ اسلام میں اسلام کی اشاعت اور اس پر عمل درآمد متاثر ہو اور غیر مسلم، اسلام قبول کرنے سے متنفر ہو جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے مابین بڑے فسادات واقع ہوں اور باہمی اخوت و محبت کا خاتمہ ہو۔ یہی وہ مقاصد ہیں جن کے لیے دشمنانِ اسلام اپنی زندگیاں وقف کئے ہوئے ہیں۔ ان کے حصول کے لئے شدید بے چین ہیں۔

چنانچہ ان حالات میں اہل علم کے لئے لازمی ہے کہ نوجوانوں پر ان کا مزعومہ ذہنی فتور واضح کریں اور ان کی روحانی قربانی کی طرف قیادت کریں اور اخلاقی کمال کے فروغ کے لیے تدبیر کریں۔ تاکہ نوجوانانِ ملت کے لیے امتِ اسلام کی قیادت ممکن ہو اور وہ اُمت کو اپنا کھویا ہوا وقار بحال کرنے میں واضح ترین معاونت پیش کر سکیں جس کے نتیجے میں امت، دین و دنیا میں کامیاب و کامران اور اُخروی فوز و فلاح کی حقدار بن سکے۔

اس بات کے پیش نظر کہ کم علموں کے نزدیک میرا شمار عالموں میں ہوتا ہے میں نے یہ مختصر کتابچہ تحریر کیا ہے جس سے میرا مقصد قوم کے نوجوانوں کے لیے راہِ رُشد و ہدایت کو متعین کرنا ہے تاکہ وہ زندگی کی لغزشوں میں بھٹکنے سے بچ سکیں۔ ان کے ساتھ ساتھ ان امور کی ان کے لیے نشاندہی کرنا میرا مقصود ہے جس سے وہ مقصدِ زندگانی سمجھتے ہوئے، شریعتِ اسلامی کو خلافت کے زیر نگیں اعلیٰ تر قانون بنانے کے لئے کوشاں ہوں، اس منزل کے حصول کے لیے اپنی صلاحیتیں وقف کر دیں۔ جس کے نتیجے میں آخر کار وہ اس فوز و فلاح کے حقدار بن سکیں جو چند عشرے قبل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان سے چھن گئی، یعنی دنیاوی قیادت و سیادت، امن و سکون، پاکیزگی و تطہیر قلوب، اور اہل دنیا کا اطمینان و سکون!

اس امید پر میں اس کتابچے کو لکھ رہا ہوں کہ عین ممکن، اس سے اصحابِ خیر ایک بار پھر فلاح کے رستے پر لوٹ آئیں۔ میں ہر ذی فہم و عقل کو اس کے مطالعے کی دعوت دیتا ہوں۔ اصحابِ ثروت سے امید رکھتا ہوں کہ اس رسالہ کی وافر تعداد میں نشرو اشاعت کریں تاکہ دیارِ اسلامیہ میں ہر مسلمان نوجوان کے ہاتھ پہنچ سکے۔ میں اس مقصد کے لیے اللہ سے بھی دعاگو ہوں اور اس کے ذریعے ہدایت پانے والوں کے لئے اَجر و ثواب کا طالب ہوں۔ واللہ الموفق والمستعان!

ایمان کیا ہے :

ایمان، انسان کے لئے روح کا درجہ رکھتا ہے، اسے حاصل کرنے والا روحانی اعتبار سے دوبارہ زندہ ہوجاتا ہے اور احکام، اوامر و نواہی کا مکلف بن جاتا ہے۔ اگر وہ احکام کا کامل متبع بن جائے تو گویا اس کی دنیا و آخرت سنور گئی۔

- ایمان وہ اہم ترشے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے دعوت دی ہے اور اپنے اس قول میں اہلِ ایمان کو خوشخبری دی ہے کہ

  "لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے دلیل و برہان آئی ہے اور ہم نے تمہاری طرف واضح نور نازل کیا ہے۔ چنانچہ جو شخص ایمان لایا اور دین کو مضبوطی سے تھامے رکھا تو عنقریب اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت و فضل سے ہمکنار کرے گا اور اسے سیدھے رستے کی طرف ہدایت دے گا۔" (سورۃ النساء)

- ایمان وہ اہم ترین متاع ہے جس کے حاملین کو سب سے بلند اور بہترین جزا کا وعدہ دیا گیا ہے جو کہ ان کے گناہوں کی مغفرت، اور جنت میں ہمیشہ داخلے کی صورت ہوگی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

  "اپنے رب سے مغفرت حاصل کرنے میں سبقت کرنے کی کوشش کرو اور جنت کے لئے جس کی وسعت آسمان و زمین کے فاصلے جتنی ہے، اُن لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے" (سورۃ الحدید)

- ایمان کی خصوصیت ہے کہ اپنے حاملین کے مابین اخوت و وحدت کا پرچار کرتا ہے :

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، سو اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کروا دیا کرو" (سورۂ حجرات)

- ایمان یہ تقاضا کرتا ہے کہ اہل ایمان میں مضبوط رابطے استوار ہوں اور وہ ایک مضبوط عمارت کی طرح ہو جائیں جس کا ایک حصہ دوسرے کو تقویت دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"مومن دوسرے مومن بھائی کے لئے مضبوط عمارت کی طرح ہوتا ہے جس کا کچھ حصہ دوسرے حصہ کے لئے تقویت کا باعث ہے۔ پھر آپ نے انگلیوں کے مابین تشبیک کرکے اس کی مثال سمجھائی" (بخاری و مسلم)

- ایمان، کفر کے اس طرح متضاد ہے جس طرح زندگی اور موت ایک دوسرے کی ضد ہیں اور وجود و عدم باہم متضاد ہیں۔
- ایمان کا درجہ یہ ہے کہ صاحب ایمان کو اگر اللہ تقویٰ کی دولت سے فیض یاب فرمادیں تو اللہ سے دوستی اور ولایت کا حقدار ٹھہرتا ہے:

"خبردار! اللہ کے دوستوں پر کوئی خوف نہیں، نہ انہیں غم کھانا چاہئے، وہ لوگ جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کرتے ہیں" (سورۂ یونس)

- ایمان کا فضیلت یہ ہے کہ اگر صاحب ایمان نیک عمل کو اپنالیں تو جنت کی بہترین مہمان نوازی اس کا انعام ٹھہرتی ہے:

"بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے ان کے لئے جنتِ فردوس کی مہمان نوازی ہے، جو ہمیشہ رہے گی" (سورۂ کہف)

ان تمام اوصاف کے حامل ایمان کے ارکان چھ ہیں:

اللہ پر ایمان لانا، اس کے فرشتوں، کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لانا، اس طرح آخرت کے دن پر اور اچھی و بری تقدیر پر ایمان رکھنا۔

جب کوئی شخص کسی رکن کا منکر ہو جائے، اس طرح کہ اس رکن کو جھٹلا دے یا انکار کا مرتکب ہو جائے اور اس کو حق ماننے سے انکار کردے تو اس کا ایمان سے رشتہ منقطع ہو جاتا ہے اور دوسرے بے شمار کافروں کی طرف اس کو بھی ایک کافر شمار کیا جائے گا اور مومن اس کی ذمہ داری سے بری ہوں گے۔ ایمان کے یہ ارکانِ ستہ قرآن کریم سے ثابت ہیں:

"چہروں کو مشرق و مغرب کی طرف پھیرنا نیکی نہیں۔ نیک تو وہ شخص ہے جو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ پر ایمان لائے، آخرت کے دن پر، فرشتوں پر، کتابوں اور رسولوں پر" (سورۃ البقرہ)

دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے:

"اور ہم نے ہر ایک چیز کو ایک اندازے (قدر) سے پیدا کیا"

"بحوالہ مسلم یہ روایت منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے ایمان کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے انہیں جواب دیتے ہوئے کہا کہ ایمان یہ ہے کہ آپ اللہ کی ذات پر، فرشتوں، رسولوں اور کتب پر ایمان لائیں اور آخرت کے دن پر، اچھی اور بری تقدیر پر یقین رکھیں۔"

○ ایمان نورانی طاقت سے مشابہ ہے۔ اگر قوی ہو جائے تو گمراہیوں کو دور کر دیتا ہے اور منور ہو جاتا ہے اور اگر کمزور پڑ جائے تو خود منور ہونے اور گمراہیوں سے بچنے کی قوت سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان انسان کے دل میں طاقتور یا کمزور ہوتا رہتا ہے اور ایمان کے بڑھنے یا کم ہونے کا مطلب یہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"جب ان پر اس کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو (یہ تلاوت) ان کے ایمانوں کو دوچند کر دیتی ہے"

"تاکہ وہ ان کے ایمان کو بڑھا دے"

دوسرے مقام پر ارشادِ ربانی ہے:

"وہ لوگ، جب دوسرے (منافق) لوگوں نے ان سے کہا کہ لشکر (بڑی تعداد) میں جمع ہو چکے ہیں، ان سے خوف کھاؤ ——— تو اس بات نے ان کے ایمان زیادہ کر دیئے اور وہ کہنے لگے: ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بڑا کارساز ہے" (سورۂ آل عمران)

اللہ تعالیٰ کے فرامین کے بعد کیا اس شخص کی بات قبول کی جا سکتی ہے جو کہے کہ ایمان نہ ہی کم ہوتا ہے نہ بڑھتا ہے۔ اہل السنت والجماعت سے خارج فرقوں (مثلاً معتزلہ، قدریہ، جبریہ اور ان کی شاخیں نظامیہ، جہانیہ، جاحظیہ، جعفریہ وغیرہ) کا یہ قول ان کی جہالت کی دلیل ہے بلکہ ایمان تو ایسے نور کی مانند ہے جو کم و بیش ہوتا رہتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ایک شخص، فجر کے طلوع ہونے کے وقت جبکہ روشنی اُفق میں پھیل جاتی ہے، دور ایک ہیولہ سا دیکھتا ہے۔ اس کی حرکات کی وجہ سے وہ سمجھتا ہے کہ زندہ شے ہے لیکن روشنی کم ہونے کی وجہ سے یہ نہیں سمجھ پاتا کہ یہ انسان ہے یا حیوان؟ اگر یہ انسان بھی ہے تو کیا مرد ہے یا عورت، اگر یہ حیوان ہے تو کیا گھوڑا یا گدھا؟ جوں جوں روشنی بڑھتی جاتی ہے وہ ہیولہ اس کے لئے مزید واضح ہوتا جاتا ہے۔ حتی کہ جب روشنی چہار سُو پھیل جاتی ہے اور ہر شے واضح ہو جاتی ہے تو وہ شخص بھی بالیقین جان لیتا ہے کہ یہ آدمی ہے یا عورت، اور اگر جانور ہے تو آیا گھوڑا ہے یا گدھا۔

سو یہ مثال، ایمان کی حقیقت کے ضمن میں کہ اس میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے، کافی ہے۔ اس کی دوسری مثال یوں سمجھئے کہ کوئی شخص اگر کسی چیز کی معرفت رکھتا ہے تو لازمی نہیں کہ دوسرا شخص بھی اسی چیز کا علم اس کے بقدر ہی رکھتا ہو بلکہ یہ امر لازمی ہے کہ دونوں کا علم ایک چیز کے بارے میں مختلف ہوگا۔

- ایمان کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر حتمی اور کلی ایمان لایا جائے اور اسی طرح جن چیزوں کے بارے میں اللہ نے ایمان لانے کا حکم دیا یعنی فرشتوں پر، کتابوں پر، رسولوں پر، دوبارہ اٹھنے پر، یوم آخرت اور اس میں حساب و جزاء پر۔ اسی طرح اچھی اور بُری تقدیر پر بالکلیہ ایمان لایا جائے۔
- ایمانی قوت کا یہ عالم ہے کہ جب دل میں جاگزیں ہو تو صاحبِ ایمان جہاں زبان سے دوسروں کو اس کی دعوت دیتا ہے وہاں اس کے اعضاء و جوارح، عمل میں الٰہی احکام کے مطیع ہوتے ہیں تاکہ وہ جنت کی کامیابی اور آگ سے حفاظت کا حقدار بن سکے۔ لہٰذا ایمان کے ارکان اہلِ سنت کے ہاں تین ہیں:

یعنی دل میں اعتقاد و یقین رکھنا، زبان سے اس کے مطابق اقرار کرنا اور عمل سے اس کے مطابق کرکے دکھانا۔ چنانچہ ایمان صرف اعتقاد کا نام نہیں نہ ہی اعتقاد اور عمل کے بغیر صرف زبان سے کہہ دینے کو ایمان کہا جاتا ہے۔ نہ اعتقاد و قول کے بغیر صرف "عمل" ایمان کہلا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایمان پر اسلام کا اطلاق ہو سکتا ہے اور اسلام پر بھی ایمان کا لفظ بولا جا سکتا ہے۔ جس طرح اس ارشادِ الٰہی میں ہے:

"ہم نے اس بستی میں مسلمانوں کے علاوہ کسی کا گھر نہیں دیکھا یعنی مومنوں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے علاوہ" (سورۂ ذاریات)

غرض اسلام کا مطلب بھی یہ ہے کہ ظاہری و باطنی لحاظ سے اپنی ذات کو ان تمام اُمور کا پابند کرلینا جن پر ایمان لانا، عمل کرنا یا زبان سے اقرار کرنا اللہ تعالیٰ نے لازمی قرار دیا ہے۔ چنانچہ ہر مسلمان جو اپنے اسلام پر صدقِ دل سے عمل کرے وہ مؤمن بھی ہوگا۔ اسلام کے بغیر ایمان نہیں ہو سکتا جس طرح کہ ایمان کے بغیر اسلام محال ہے۔ اس لئے جب اَعرابیوں نے ایمان کا دعویٰ کیا تو اللہ نے انہیں جھٹلایا اور دعوائے ایمان کی تردید کی:

"آپ ﷺ انہیں کہہ دیں کہ تم ایمان نہیں لائے بلکہ یہ کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں کیونکہ ایمان ابھی تک تمہارے دلوں میں جاگزیں نہیں ہوا" (سورۂ حجرات)

اللہ نے ان کے اسلام کو قبول کیا کیونکہ اسلام صرف اطاعت کا نام ہے اور وہ اسلام میں داخل ہونے اور عمل کرلینے پر رضامند ہو چکے تھے۔ لہٰذا ان کے ایمان کی نفی کی اور اسلام کو قبول کیا، جبکہ ایمان کی حقانیت ابھی تک ان کے دلوں میں راسخ نہ ہوئی تھی۔

ایمان صرف اور صرف اعتقاد کا نام ہے یا صرف قول کا یا صرف عمل کا ـــــ

یہ اور اس طرح کی دیگر باتیں زنادقہ کی پیدا کردہ ہیں، جو اسلام کی صفوں میں گھس آئے تھے اور انہوں نے مسلمانوں کو ان کے ایمان سے متزلزل کرنے کے لئے، ان میں فتنہ کی غرض سے ان کلامی مباحث کو ہوا دی۔ چنانچہ ہمیں ایسے اقوال کی طرف کان دھرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ جو اہل سنت والجماعت سے خارج گروہوں کے پیدا کردہ ہیں۔ کیونکہ ایمان کے بارے میں نبی اکرم کے زمانے میں، صحابہ کے ادوار میں اور تابعین کے عہد میں کسی نے اس بات کو نہیں پھیلایا کہ ایمان صرف اعتقاد کا نام ہے قول و عمل کے سوا، نہ ہی یہ کہ صرف قول یا عمل کا نام ایمان ہے، باقی اجزاء کے سوا۔

بلکہ ایمان تو اللہ اور اس کے رسول کی تصدیق کا نام ہے۔ اور جو اللہ اور رسول نے اللہ کی ذات و شخصیت کے بارے میں ارشاد فرمایا، ان کی تصدیق کرنا بھی ایمان میں شامل ہے۔ اس کی ربوبیت و الوہیت، اللہ کے رسول کی نبوت و رسالت پر یقین کامل رکھنا، اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے جو کچھ فرشتوں، کتابوں، رسولوں، یوم آخرت اور قضاء و قدر کے بارے میں ارشاد فرمایا، ان سب کو اللہ و رسول کی محبت کے ساتھ ماننا اور ان سے بھی محبت کرنا جن سے یہ دونوں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محبت کرتے ہیں۔ ان کی امر و نہی میں اطاعت کرنا۔

ایمان کی علامت یہ ہے کہ زبان سے شہادتین کا اقرار کیا جائے۔ جو شخص گواہی دے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو یہ مؤمن اور مسلمان ہے۔ اور جو اِن شہادتوں کو زبان سے ادا نہ کرے تو وہ مومن ہے نہ ہی مسلم بلکہ وہ کافر اور مشرک ہے۔

اسی طرح واضح رہے کہ ایمان کے حاملین آپس میں کمی و زیادتی کے لحاظ سے متفاوت ہیں۔ نبی اکرم کا یہ قول اس امر پر واضح دلیل ہے کہ "اگر ابوبکرؓ کا ایمان ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے۔ دوسرے پلڑے میں امت کا ایمان رکھ دیا جائے تو ابوبکرؓ والا پلڑا جھک جائے گا۔" اس امر پہ اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے۔ اس کے ظاہری دلائل میں سے یہ ہے کہ ایمان چونکہ دلوں میں کم و بیش ہوتا ہے سو مومن اطاعت و قربانی میں بھی برابر نہیں ہوتے بلکہ متفاوت ہوتے ہیں۔

نیکی کی طرف بعض بہت جلد لپکنے والے اور بعض آہستگی سے عمل پیرا ہونے والے ہوتے ہیں۔ ان میں ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جب امام صدقے کی طرف دعوت دے تو سب کا سب مال راہِ خیر میں صدقہ کردیتے ہیں جس طرح ابوبکر، اور کچھ نصف مال، حضرت عمر کی طرح صدقہ میں جمع کرواتے ہیں۔ بعض سارے لشکر کے ساز و سامان کی ذمہ داری اپنے سر لیتے ہیں۔ جیسے کہ حضرت عثمان۔ اس کے بالمقابل کچھ ایسے بھی ہیں جو فرائض و اوامر کی فقط بجا آوری کرتے ہیں اور احکام الٰہی پر میانہ روی سے عمل پیرا ہوتے ہیں۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

> "اس کے بعد ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث بنایا جو ہمارے منتخب شدہ تھے۔ ان میں کچھ اپنے نفوس پر ظلم کرنے والے، کچھ میانہ رو اور کچھ نیکی کی طرف فوری لپک کر سبقت کرنے والے تھے، اللہ کے حکم سے، یہ بہت بڑا فضل ہے" (سورۃ فاطر)

اس آیت میں ظالمٌ لنفسہ سے مراد ایسا مومن ہے جس کا ایمان قوی ہے، جب اس کا ایمان قوی ہوتا ہے تو نیک اعمال کرتا ہے اور جب ایمان کمزور پڑتا ہے تو بُرے اعمال کا ارتکاب کرتا ہے۔ میانہ رو شخص جو کہ ایمان میں متوسط ہوتا ہے، اوامر و نواہی کو حتی المقدور بجالاتا ہے لیکن خیر و بھلائی کے کام میں مقابلہ و مسابقت نہیں کرتا۔ جبکہ قوی ایمان والے شخص کا نفس، اس کو واجبات کو بطریقِ اکمل ادا کرنے پر مجبور کرتا ہے، منہیات سے مجتنب رہنے کی تلقین کرتا ہے اور اس کی قوتِ ایمانی نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے پر اکساتی ہے اور بھلائی و خیرات میں فی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفور ترغیب دیتی ہے۔

مومن کون ہے؟

سچا مومن وہ ہے جو اللہ پر، اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہو، انہوں نے جو خبریں ہمیں دی ہیں، ان کی صداقت پر یقین رکھے۔ اور اپنے نفس کو ان کی اطاعت میں، اوامر و نواہی کے بجالانے میں ہمہ وقت تیار رکھے۔ زبان سے شہادتین کا اقرار کرے اور اس اقرار کو حق ثابت کرے نماز قائم کرنے سے، زکاۃ دینے سے، رمضان کے روزے رکھنے سے اور بیت اللہ کا حج کرنے سے۔

یہ وہ مؤمن ہے جس سے دوستی و اخوت رکھنا واجب ہے۔ اس سے دشمنی حرام ہے، اور یہ سچا مسلمان ہے جو ہر دوسرے مسلمان کا ایمانی بھائی ہے، اس کا مال، عزت اور جان دوسرے پر بالکلیہ حرام ہے۔

ایمان اور اسلام سے اس مومن کو کوئی شے خارج نہیں کرتی یہاں تک کہ وہ جن چیزوں پر ایمان لایا، ان میں سے کسی ایک کی یا اس کے کسی حصے کی واضح تکذیب کرے یا جس چیز کا اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا، اس سے انکار کردے۔ جن چیزوں سے اللہ اور اس کے رسول نے منع کیا ہے، ان سے منکر ہو جائے اور ان کے استخفاف کا مرتکب ہو، یا بعض ایسے امور جن پر وہ ایمان للیا ہے اور جن کے کرنے یا نہ کرنے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین میں یعنی کتاب و سنت میں مشروع کیا ہے۔ ان پر مذاق کا کوئی پہلو اس کے قول و فعل سے نکلتا ہو۔

مؤمن معصیات و منہیات کا ارتکاب کرنے سے معصوم نہیں۔ [1] بسا اوقات وہ واجب کو بھی ترک کر دیتا ہے اور حرام کا ارتکاب کرلیتا ہے لیکن واضح رہے کہ مومن اس معصیت کو اپنے لئے حلال نہیں سمجھا کرتا، نہ ہی اس گناہ کو صحیح جانتا ہے۔ چنانچہ یہ گناہ اسے ایمان سے خارج کرنے کا موجب نہیں بنتے اور اس کے اسلام کی صحت ان گناہوں سے متاثر نہیں ہوتی۔ جب بھی وہ اللہ کی طرف سچے دل سے رجوع کرتا ہے تو اللہ اس کو معاف کر دیتا ہے لیکن خبردار رہئے اس بات سے کہ گناہ پر اصرار کرنا، ایمان و اسلام کی ہلاکت کے مترادف ہے اور انسان کو اللہ کی رحمت سے بعید تر کر دیتا ہے۔

مؤمن اپنے ایمان کی تقویت اور اپنے اسلام کو خوب سے خوب تر کرنے کے لئے کوشاں رہتا ہے جس کا اظہار وہ واجبات کی ادائیگی اور مستحبات کی کثرت سے کرتا ہے۔

مؤمن کا ایمان بعض ایسے عوامل سے کمزور پڑ جاتا ہے اور اس کا اسلام کم تر ہوتا ہے جو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیاوی رغبت سے تعلق رکھتے ہوں اور نفس کی خواہشات و ہوس پر مبنی ہوں۔ اسی طرح دینی امور میں غفلت و نسیان سے کام لیا جائے اور یہ چیز وہاں واضح تر ہو جاتی ہے جہاں اس تساہل کا نتیجہ بعض فرائض و واجبات کی عدم ادائیگی کی صورت نکلے اور متعدد فرائض سے کوتاہی کے ساتھ ساتھ بعض محرمات میں بھی مؤمن واقع ہو جائے۔ لیکن ان معاصی کے ارتکاب کے باوجود واضح رہے کہ یہ گناہ اس کو ایمان سے خارج نہیں کرتے، نہ ہی اس کو اسلام سے دور کرتے ہیں جب تک کہ اللہ کی ذات پر، اس سے ملاقات پر اور رسول پر اس کا ایمان و ایقان استوار رہے اور وہ رسول کے لائے ہوئے احکامِ ہدایت اور شریعت پر کامل یقین رکھتا ہو۔ لہٰذا اگر ایسا معصیت کا مرتکب شخص اپنی موت سے قبل توبہ کی سعادت حاصل کرلے تو اس کے لئے آگ سے آزاد ہو کر جنت میں داخلے کی توقع کی جاسکتی ہے۔ اور بدقسمتی سے اگر توبہ سے پہلے ہی وہ موت سے ہم کنار ہو جائے تو اس کا معاملہ اس کے رب کی طرف ہے۔ اگر اللہ چاہیں تو اس کو معاف فرما کر اس کے گناہوں کو بخش دیں اور اگر چاہیں تو اس کو اس کے گناہوں کے بقدر عذاب دے کر بعد میں اس پر رحم فرمادیں اور اس کو دارالسلام یعنی جنت میں متقین اور صالح افراد کی ہمراہی کی نعمت بخش دیں۔

مومن اور ایمان کے ضمن میں بیان اور وضاحت مکمل ہوئی اور اب......!

کُفر کیا ہے اور کافر کون ہے؟

کفر کا لغوی معنی چھپانا اور ڈھانپنا کے ہیں اور اسی لفظ سے یہ جملہ بھی استعمال ہوتا ہے:
"کفر الزّارع البذر فی الارض" یعنی زراعت کرنے والے نے بیج کو زمین میں چھپادیا یعنی بو دیا اور اس کو مٹی سے ڈھانپ دیا تاکہ وہ نشوونما کے قابل ہو جائے اور اس سے چرند و پرند فائدہ اٹھا سکیں۔ قرآن میں اس کی مثال یوں ہے کہ: ﴿ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ﴾ "مانند اس کھیتی کے، کاشتکاروں کے لئے اس کا نشوونما پانا خوشی کا باعث ہے۔"

اسی طرح کہا جاتا ہے کہ کفر الشیئی و یکفرہ کفرا (کاف کی زبر کے ساتھ اور پیش کے ساتھ) جب کوئی شخص کسی چیز کو ڈھانپ دے اور اس پر پردہ ڈال دے۔ اور نعمت کے کفران کا مطلب ہے، اس کا انکار کرنا۔ لہٰذا حق سے کفر کرنے کا مفہوم یہ ہوا کہ جب کوئی شخص حق سے منکر ہو اور اس کی تکذیب کرے۔

شرعی طور پر کفر کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم کفرِ اکبر کی ہے یعنی ایسا کفر جو ایمان کے مخالف ہو اور اسلام کو ختم کردے اور اس کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرتکب دائرہ ایمان و اسلام سے خارج ہو جائے۔ اس کی صورتیں یہ ہیں:

۱۔ اللہ کی ذات کا منکر ہو جانا یعنی اس کے وجود کا انکار کر دینا جس طرح علمانیوں اور دہریوں کا عقیدہ ہے۔

۲۔ اللہ کے اسماء و صفات سے انکار کر دینا اور ان میں الحاد کا طریق اپنانا (۲) یعنی تاویل کے ذریعے راہِ حق سے مختلف رستہ اپنانا جس سے ان اسماء و صفات کا مفہوم کچھ کا کچھ ہو جائے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی تکذیب کرنا، اللہ کی شریعت کے کسی امر یا حکم کی تکذیب بھی اس دائرہ میں داخل ہے (۳) مثلاً عبادات، احکام اور آداب و اخلاقِ اسلامیہ میں سے کسی کی تکذیب کا مرتکب ہونا۔ یعنی اس کو دین ماننے سے ہی انکار کر دینا۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کی ان امور میں تکذیب کرنا جس میں اللہ تعالیٰ نے غیب سے خبر دی ہے مثلاً فرشتوں، جنات اور امورِ آخرت (یعنی بعث و حساب، جنت اور آگ کا انجام وغیرہ) کا انکار کرنا۔ اس طرح جنت میں جن اصنافِ نعمت کا تذکرہ کیا گیا ہے اور جہنم میں عذاب کی جن صورتوں سے ڈرایا گیا ہے، ان پر یقین نہ کرنا اور ان کی حقانیت پر ایمان نہ رکھنا۔

۵۔ نبی اکرم ﷺ کی نبوت کا انکار یا آپ کی رسالت کا منکر ہونا یا اس کی نبوت و رسالت کا منکر ہو جانا جس کی نبوت و رسالت کی تصدیق اور خبر اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ جس طرح بے شمار انبیاء کرام اور مُرسلین کی نبوت کا اقرار ہے۔

۶۔ قرآن مجید کی تکذیب کر دینا یا کسی آیت کا، کلماتِ قرآنیہ میں سے کسی ایک کلمہ یا ایک حرف کو جھٹلانا، یا الٰہی کتب مثلاً توراۃ، انجیل، زبور یا صحفِ ابراہیم میں سے ایک کو جھٹلانا۔

۷۔ آخرت میں دوبارہ جی اٹھنے کا منکر ہو جانا اور روح کے بغیر اجسام کے دوبارہ لوٹنے کا انکار کرنا جس طرح کہ نصاریٰ کا اعتقاد ہے۔

۸۔ تقدیر کا انکار کرنا: اس سے مراد یہ ہے کہ کہ ہر چھوٹا بڑا معاملہ جو دنیا میں وقوع پذیر ہوا ہے اس کے بارے میں اللہ پہلے سے علم رکھتے تھے۔ اور پہلے اندازہ موجود تھا تاکہ اس کا علم اور اندازہ کامل ہو سکے اور اللہ کا علم کم ہوتا ہے نہ زیادہ۔ اور ہر واقعہ سے قبل اللہ کا علم اس کو حاوی ہوتا ہے۔ اسی طرح دنیا میں واقع ہونے والا کوئی معاملہ بھی اپنے صفات و ماہیت کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے، نہ ہی اپنے وقت سے ذرہ بھر آگے پیچھے ہوتا ہے۔ انہی وقوعاتِ دنیوی میں انسان کے اعمال، اس کا رزق، موت کا وقت اور نیکی۔ خوش بختی و بدبختی سب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شامل ہیں۔[۴]

۹۔ ثابت شدہ ضروری احکامِ دینیہ میں کسی کا منکر ہونا مثلاً زنا کے حرام ہونے، سود کی حُرمت، چوری کی ممنوعیت وغیرہ۔ اس طرح نماز کے واجب ہونے، زکوۃ کے لازم ہونے، روزہ اور والدین سے حُسنِ سلوک کے وجوب سے منکر ہونا۔ وضوء یا غسل کا انکار کردینا، نماز یا دونوں شرمگاہوں کو چھپانے سے انکار کردینا۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت میں شرک کا مرتکب ہوجانا، اس طرح کہ اللہ کی ذات کے ساتھ کسی اور خالق، رازق اور کائنات کے لئے تدبیر کرنے والے کو کار فرما سمجھ لیا جائے۔ اسی طرح اللہ کے اسماء و صفات میں شرک کا مرتکب ہونا۔ مثلاً کسی انسان کا اللہ، الرحمٰن اور 'رب' یا اس جیسے نام رکھ لینا یا یہ اعتقاد رکھنا کہ کوئی فلاں شخص بھی غیب کے احوال جانتا ہے، اور فوت شدہ شخص زندہ شخص کی آواز سنتا ہے اور اس کی ضرورت و حاجت کی تکمیل میں اس کی معاونت و سفارش کرسکتا ہے۔[۵] کسی مردہ شخص کا وسیلہ حاصل کرنا تاکہ وہ اس کی ضروریات پوری کروا دے۔ اس طرح کہ اس کے لئے نذر مان لی جائے یا ذبح روا رکھا جائے، اس کی قبر پر قیام کیا جائے اور اس کو پکارا جائے، اس سے التجا و استغاثہ کیا جائے۔

۱۱۔ کسی کافر کو کافر کہنے سے اور کسی مشرک کی تکفیر سے انکار کرنا۔ کیونکہ اس انکار میں اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب تصور ہوگی۔ کسی امر پر خاموش رہنا اور مطمئن رہنے کا مطلب، اس کا اقرار کرنا اور اس کو قبول کرلینا ہی ہے۔

۱۲۔ جادو کی تعلیم سیکھنا اور سکھانا، اس کو جائز سمجھنا اور اس کے جواز کا اقرار کرنا جبکہ اہل السنت والجماعہ کا جادوگر کے کفر پر اجماع ہے اور اس حدیث کی بنیاد پر اس کا قتل واجب ہے کہ "جادوگر کی حد یہ ہے کہ تلوار سے اس کی گردن ماردی جائے" دوسری حدیث میں یہ ہے کہ "جب جادو یقینی اور واضح ہوجائے تو اس کو قتل کردینا چاہیے" کیونکہ جادو کی حُرمت دین میں واضح طور پر موجود ہے۔

۱۳۔ اللہ کی ذات اور رسول کے بارے میں اور آیاتِ الٰہی کے بارے میں مزاح و تخفیف کا رویہ رکھنا اور ان کا مذاق اُڑانا۔ اس طرح اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول نے مؤمنین کے لئے جو احکامات، شریعت، آداب اور اخلاق بصورتِ شریعت انہیں دیئے ہیں، اُن سے استہزا اور استخفاف کا رویہ رکھنا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ہیں کفر کی اقسام! لیکن ان اقسام کفر کے مرتکب شخص پر آگ میں داخلے اور وہاں ہمیشہ رہنے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا، الا یہ کہ اسی حالت میں اس کو موت آجائے اور موت سے قبل اس نے توبہ نہ کی ہو۔

اگر موت آنے سے پہلے پہلے وہ توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول ہوسکتی ہے اور اس کے لئے جنت میں داخلے اور جہنم میں نہ ڈالے جانے کی توقع کی جاسکتی ہے۔

بہرطور کفر کی ان اقسام کا تعلق کفرِ اکبر سے ہے، جن پر اگر توبہ نہ کی جائے تو اس کفر کے ذریعے، انسان اسلام سے نکل کر کافر ہوجاتا ہے۔

اس سے کمتر درجہ کفر اصغر کا ہے واضح رہے کہ کسی گناہ کو کفر سے منسوب کرنا اسے تمام دوسرے گناہوں سے بڑھا دیتا ہے کہ اسلام میں رہتے ہوئے کوئی مسلمان سب سے بڑے جس گناہ کا مرتکب ہوسکتا ہے وہ ایسے گناہ جن پر کُفر کا اطلاق کیا گیا ہے لیکن وہ کفرِ اصغر ہیں۔ اور کفر اصغر اُن عظیم گناہوں میں سے ہے جو آخرت میں عذاب کا مُوجب ہوں گے۔ لیکن یہ کفر ملت سے خارج نہیں کرتا اور اس کی بناء پر جہنم میں ڈالے جانا لازمی امر نہیں۔ اگر اس کا مرتکب موت سے قبل توبہ نہ کرے تو جہنم میں اپنے گناہ کی سزا پانے تک رہے گا، بعد میں نجات پاسکتا ہے۔ اس کی صورتیں یہ ہیں:

۱۔ مسلمان سے لڑائی اور جنگ کرنا۔ حدیث میں نبی اکرم کا فرمان ہے: "مسلمان کو گالی دینا گناہ کا کام ہے اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے" اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان سے جنگ کرنا کفر ہے۔ اس طرح دوسری حدیث میں ہے کہ "مسلمانو! میرے بعد تم کافر نہ بن جانا اس طرح کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔" اس سے بھی ثابت ہوا کہ مسلمانوں کی باہمی جنگ کفر ہے۔

اس کے بالمقابل سورۂ بقرہ کی یہ آیت ہے: "جس شخص کو قصاص معاف کردیا گیا، اس کے بھائی کی طرف سے، تو اس کے لئے نیکی کے رستے پر چلنا لازم ہے اور اس احسان کا بدلہ چُکانا ضروری ہے" اسی طرح سورۂ حجرات کی یہ آیت کہ "تم دو بھائیوں کے مابین صلح کروادو" اس فرمان کے بعد کہ "اگر دو گروہ مسلمانوں کے آپس میں جھگڑ پڑیں تو ان کے مابین عدل سے صلح کروادو"

یہ دونوں آیات اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ کسی مسلمان سے قتال کرنے والا کافر ہے لیکن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں ایسا کفر نہیں پایا جو جس کا مرتکب ملت سے خارج ہو یہی وجہ ہے کہ قرآن نے بھی اس کو اخوتِ اسلامی سے باہر نہیں کیا۔ بہرحال مقصد یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا کفر کے لفظ سے موسوم کرنا درحقیقت اس کی اہمیت اُجاگر کرنے کی وجہ سے ہے اور مذکورہ قولِ نبوی میں کفر سے مراد ایسا گناہِ عظیم ہے جو ملت سے خارج نہیں کرتا۔

۲۔ اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام کی قسم کھانا۔ جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"جس شخص نے اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام کی قسم کھائی تو اس نے شرک کیا یا کفر کا مرتکب ہوا"

اہل سنت والجماعت کا بھی اس امر پر اجماع ہے کہ یہ شرک اور کفر کا ارتکاب ہے۔ لیکن یہ دونوں کمتر درجے ہیں شرک اور کفر کے جو مرتکب کو اسلام سے خارج نہیں کرتے۔

۳۔ نماز کو سُستی یا تساہل سے، ہلکا یا آسان سمجھتے ہوئے ترک کرنا باوجود اس کے کہ وہ اس کے وجوب پر ایمان لاتا ہو اور اس میں ظاہری رغبت بھی رکھتا ہو۔ باطنی طور پر اس کی ادائیگی اور اقامت میں خاصی دلچسپی بھی اس کے طرزِ عمل کا حصہ ہو۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

"جس نے نماز کو ترک کیا گویا اس نے کفر کیا"

سو یہاں بھی کفر سے مراد کفر اصغر ہے جو ملت سے خارج نہیں کرتا۔ اس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کا واضح فرمان بھی حدیثِ مالک میں بصراحت موجود ہے کہ:

"پانچ نمازیں دن اور رات میں، اللہ نے اپنے بندوں پر فرض قرار دی ہیں۔ جو ان کو ادا کرتا رہے گا اور کسی نماز کو ہلکا سمجھتے ہوئے ترک نہیں کرے گا، اس کے بارے میں اللہ کا عہد ہے (ذمہ داری ہے) کہ اسے جنت میں داخل کرے گا اور جو یہ عمل باقاعدہ نہیں بجا لاتا تو اس کے بارے میں اللہ کا کوئی ذمہ نہیں۔ اگر چاہے تو اس کو جنت میں داخل کردے، اگر چاہے تو عذاب کا سزاوار بنادے"

لیکن جو شخص نماز کو ترک کرتا ہے اس کے منکر ہوتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی فرضیت کا انکار کرتے ہوئے تو ایسا شخص کافر ہے، واضح تر کفر کا مرتکب اور خارج از اسلام ہے۔ اس مسئلے میں علماء میں کوئی اختلاف نہیں۔ جبکہ حدیث کے یہ الفاظ "اللہ کا بے نماز سے کوئی وعدہ نہیں، چاہے تو عذاب کا حقدار بنائے اور چاہے تو جنت میں داخل کردے" سے معلوم ہوا کہ یہ شخص خارج از اسلام نہیں ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ قاضی اور جج، حق کے ماسوا فیصلہ کرے یا حاکم اللہ کے نازل کردہ احکامات کے علاوہ فیصلہ کرے۔ ان دونوں کا کفر، کفرِ اصغر کی قبیل سے ہے۔ جب تک یہ اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان رکھیں گے، آخرت پر یقین ہوگا اور وحی کو قبول کرتے رہیں گے، تب تک یہ لوگ اسلام سے خارج نہیں ہوں گے۔ جیسے کہ حضرت ابن عباس سے منقول (٦) ہے کہ انہوں نے اللہ کے اس فرمان ﴿ مَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ ﴾ کے ضمن میں فرمایا کہ "یہ ایسا کفر نہیں جو اسلام سے خارج کرتا ہو۔"

۵۔ کاہن اور نجومی کے پاس آنا اور اس کے ذریعے حاصل ہونیوالی خبر غیب کی تصدیق کرنا بھی اس حدیث کی وجہ سے کفر ہے:

"جو شخص کاہن یا نجومی یا عالم کے پاس آتا ہے اور اس کی خبر کو سچ مانتا ہے تو اس نے نبی اکرم ﷺ پر نازل ہونے والے دین کا انکار کیا"

چنانچہ یہ کفر بھی اصغر ہے اور اس بارے میں اہل السنۃ والجماعۃ میں کوئی اختلاف نہیں۔

٦۔ کسی مسلمان کا اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہہ دینا اور "یا کافر!" کہہ کر بلانا، حدیث میں ہے:

"جب کوئی شخص اپنے بھائی کو اے کافر کر کے بلاتا ہے تو یہ کفر دونوں میں کسی ایک کی طرف لوٹتا ہے۔" (اگر وہ سچا ہے تو مخاطب کافر ہوا اور اگر وہ جھوٹا ہے تو خود اس نے کفر کا ارتکاب کیا)

یہ بھی کفر اصغر ہے اور ملت سے خروج کا موجب نہیں۔ باوجودیکہ کہ گناہ عظیم ہے کیونکہ کسی مسلمان کو کافر کہنا کسی طور درست نہیں۔

۷۔ عورت پر اس کی دُبر سے آنا، حائضہ عورت سے جماع کرنا بھی کفر کا درجہ رکھتا ہے۔ حدیث میں ہے:

"جو شخص حائضہ عورت پر داخل ہوا یا عورت پر اس کی دبر سے آیا تو اس نے نبی اکرم ﷺ پر، جو نازل ہوا، اس کی نفی کی"

کفر اصغر کی یہ سات صورتیں ہیں۔ جس کے علاوہ بھی اس کی متعدد صورتیں ہیں۔ جس طرح کفر میں اصغر و اکبر کی تقسیم ہے۔ اس طرح شرک اور گناہ بھی صغیر و کبیر کی تقسیم رکھتے ہیں۔ جیساکہ رسول اکرم ﷺ سے ریاکاری کے بارے میں منقول ہے:

"خبردار رہو دکھلاوے (ریاکاری) سے، کیونکہ یہ شرکِ اصغر ہے"

اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبَائِرَ الْاِثْمِ ﴾ کا مفہوم یہ ہے کہ جو لوگ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوٹے موٹے گناہوں سے بچتے ہیں، اسی مفہوم پر اجماعِ اہل علم ہے۔

یہاں تک کفر کی تقسیم کفر اکبر و اصغر کے ضمن میں بحث تھی اور اب! ــــــــ

☆ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس شخص پر کافر کا اطلاق ہو گا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ حقیقی کافر وہ شخص ہے جس سے دشمنی رکھنا واجب ہے اور اس کی دوستی حرام ہے۔ اور مسلمان عورت کا جس سے نکاح نہیں ہو سکتا، اس کی گواہی قابل قبول نہیں ہوتی، وہ مسلمان کا وارث نہیں ہوتا نہ ہی اس کا وارث کوئی مسلمان ہو سکتا ہے۔ جب وہ مرجاتا ہے تو اسے غسل نہیں دیا جاتا، کفن نہیں پہنایا جاتا ــــــ اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جاتی۔ اور مسلمانوں کے قبرستان میں اس کو دفن نہیں کیا جاتا ــــــ اور کفر اکبر کی ذکر کی گئی گذشتہ ۱۳ صورتوں میں کسی ایک صورت یا ایک سے زیادہ صورتیں اس میں پائی جائیں۔ بالخصوص اس میں دین کے ساتھ مذاق اور اللہ، اس کی آیات اس کے رسولوں کو خفیف اور کم مرتبہ سمجھا جانے لگے۔

☆ آخر نکتہ یہ ہے کہ کسی مؤمن کو کب کافر کہا جائے گا اور اس کو کافر کہنے والے کا حکم کیا ہو گا؟ اس کا جواب یہ کہ مؤمن کو اس وقت کفر کی طرف منسوب کیا جائے گا جب وہ کفریہ اعتقاد رکھے یا کسی شے کو کفر سمجھتے ہوئے اس کو زبان سے کہے۔ یا اختیار کے باوجود کفریہ اعمال انجام دے۔ ماسوا اس کے کہ وہ مجبور ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

> "مگر وہ شخص جو مجبور کر دیا جائے لیکن اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو، اس شخص سے مختلف ہے جس کا سینہ کفر کے لئے وسیع ہے۔"

مؤمن کی تکفیر کا مطلب یہ ہے کہ مؤمن کو کفر سے منسوب کر دیا جائے یا کفر کی نسبت اس کی طرف کی جائے اور یہ تب ہی صحیح ہو گا جب وہ ایسے عقائد رکھے جو کفر پر مبنی ہوں یا انہیں زبان سے ادا کرے اور اپنے جوارح سے اس کی تصدیق کرے۔ چند صفحات قبل کفر کی ۱۳ صورتیں گذر چکی ہیں۔ پھر چند سطر قبل کافر کی تعریف بھی گذری ہے کہ کافر وہ ہے جس پر تیرہ صورتوں میں سے کوئی ایک صورت یا اس سے زیادہ صورتیں منطبق ہوں۔ اس قضیئے پر بِنا رکھتے ہوئے مؤمن کو اس وقت کفر سے منسوب کیا جائے گا، جب وہ ان تیرہ صورتوں میں سے کسی ایک صورت کا مرتکب ہو جائے۔ سو اگر وہ توبہ کر لے اور کفر سے رجوع کر لے تو اسلام کی طرف بھی لوٹ آئے گا اور اپنے مسلمان بھائیوں میں اپنا کھویا مقام دوبارہ حاصل کر لے گا۔ اگر ایمان کے بعد کفر کے ارتکاب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر اس کا اصرار جاری رہے تو اس سے بھی دشمنی رکھنا لازم ہو گا۔ اس کی دوستی حرام ہو گی۔ اور اس سے وہی برتاؤ کیا جائے گا جو باقی تمام کفار و مشرکین سے روا رکھا جاتا ہے اور کفار و مجوس اور دوسرے دین والے جس سلوک کے مستحق ہیں وہی اس شخص کا بھی استحقاق ٹھہرے گا۔

☆ جو شخص کسی مؤمن کو کافر کہتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

ایسا شخص جو صاحبِ ایمان کو کافر کہے، وہ خود کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ اللہ کے رسول کا ارشاد ہے اور صحیحین میں مروی ہے: "جب آدمی اپنے بھائی کو اے کافر کرکے مخاطب کرتا ہے تو یہ کفر دونوں میں سے کسی ایک کی طرف لوٹ آتا ہے" یعنی اگر مخاطب حقیقتاً کافر ہے تو پھر صحیح رہا۔ اور اگر ایسے نہیں تو اس کفر کا انتساب کہنے والے کی طرف ہو جاتا ہے، جیسا کہ ابھی یہ ذکر گذرا ہے کہ ایک شخص بہرطور کفر کا مرتکب ہو گا۔ لیکن اس کفر کی بنیاد پر اسلام سے خروج نہ ہو گا۔ بلکہ یہ کفر اصغر ہے لیکن گناہوں میں عظیم تر ہے۔

خبردار رہنا چاہئے اور اللہ کے غیظ و غضب سے ڈر جانا چاہئے ان لوگوں کو جو آج اس دور میں عام ہو چکے ہیں اور عامۃ المسلمین کو کفر کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں یہ لوگ خود کفر اصغر کے مرتکب ہوتے ہیں۔ حالانکہ اس کو سمجھتے نہیں اور بیوقوفی میں یہ سب کچھ کئے جا رہے ہیں۔

یہاں میں آپ کے لئے چند ایک نصیحت کرتا ہوں ——— سو جان لیجئے.....!

۱۔ میں فقط آپ کا خیر خواہ ہوں، بہروپیا اور دھوکہ دینے والا نہیں۔ نہ ہی آپ کے پاس جو دنیاوی مال و متاع ہے اور آپ کے علاوہ دوسروں کے پاس جو اسباب و مال ہیں ان کی طرف رتی بھر رغبت رکھتا ہوں۔ میرا لگاؤ تو صرف اللہ کی ذات سے ہے کہ آپ کو اس نصیحت پر ہدایت سے سرفراز فرمائے۔ اسی میں میری کامیابی بھی ہے۔ میں اس چیز سے خوف کھاتا ہوں کہ مبادا میں آپ کو نصیحت نہ کروں اور آپ کے لئے سیدھا رستہ واضح نہ کروں اور آپ سے اس پر عمل پیرا ہونے کی امید نہ کروں تو خود اللہ کے غضب کا شکار ہو جاؤں۔ سو اُمید ہے کہ آپ اس رستے پر عمل کریں گے اور دین کو مکمل کرکے باسعادت ہوں گے جن کے نتیجے میں آخر کار آگ اور ناکامی سے نجات آپ کا مقدر بنے گی۔

۲۔ میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو تین چیزوں سے محفوظ فرمائے:
تکبر و انا، خواہشاتِ نفسانی اور بے جا کسی کی اتباع کرنا یعنی تقلید!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد ازاں آپ اس رسالہ کو بغور پڑھیں، اہتمام کے ساتھ اور مکمل غور و فکر کے ساتھ، بہت امید ہے کہ آپ کسی اچھے نتیجے پر پہنچ جائیں گے جو آپ کو دوسروں کی تکفیر سے روک دے گا۔ اس طرح آپ خود بھی کفر سے بچ سکیں گے جس سے آپ خود بچنا چاہتے ہیں لیکن بلا سمجھے اور جانے اس میں خود ملوث ہو رہے ہو۔

۳۔ تیسری بات یہ ضروری ذہن نشین رہنی چاہیے کہ گمراہ مسلمانوں کو تکفیر کرکے اور ان کے کفر کی تشہیر کرکے، مذاق اڑا کر ان کی ہدایت کی توقع رکھنا ناممکن سی بات ہے۔ بلکہ اس کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ خوشخبری، تالیفِ قلبی، نرمی اور محبت و مودت، اچھی نصیحت اور بہتر طریقے سے دعوت کے ذریعے ان کو راہِ راست پر لایا جائے جو اسلام کا حقیقی منہج ہے۔

اور گمراہی سے لوگوں کو ہدایت کی طرف لے جانے کے اسی طریقے کو اللہ عزوجل نے دین میں مشروع کیا ہے۔ اور اپنے رسول ﷺ کو بھی اس کی تعلیم دی ہے کہ اپنی دعوت کو پہنچانے اور دنیا میں پھیلانے کے لئے اس طریقِ دعوت کو اختیار کریں: ارشادِ ربانی ہے:

> "اپنے رب کی طرف حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ دعوت دیجئے اور اچھے طریقے سے ان سے بحث کیجئے۔ آپ کا رب زیادہ جانتا ہے کہ اپنے رستے سے کون گمراہ ہے اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں کا بخوبی علم رکھتا ہے" (سورۂ نحل)

۴۔ یہ اَمر جان لیں کہ جس قاعدے پر عمل پیرا ہو کر آپ اپنے علاوہ سب مسلمانوں کا کافر گردانتے ہیں وہ قاعدہ یہ ہے کہ ایسا حاکم جو اللہ کے نازل کردہ آپ احکامات کے علاوہ کسی اور سے فیصلہ کرے تو وہ کافر ہے۔ اور علماء جب اس کے کفر پر خاموش رہیں تو وہ بھی سب کافر ہوئے اور جب پوری قوم نے حاکم پر اس فعل کا انکار نہیں کیا تو وہ بھی گویا اس پر راضی ہیں اور حاکم کے ساتھ شریک ہیں سو وہ بھی کافر ہوئے۔ اس اصول سے آپ نے امتِ مسلمہ کو کافر بنا دیا اور اس کفر سے آپ کے علاوہ کوئی محفوظ نہیں رہا۔ یہ قاعدہ جس پر چل کر آپ نے اپنے سوا باقی سب کو کافر بنایا ہے، یقینی طور پر فاسد اور باطل قاعدہ ہے اور اس کے تمام قضیات اور درجات فی الواقع باطل ہیں۔ جس کی وضاحت یوں ہے:

حاکم جب اللہ کے نازل کردہ احکامات کے سوا فیصلہ کرے تو صرف اس بنیاد پر اس کی تکفیر صحیح نہ ہوگی، یہاں تک کہ وہ صراحت کے ساتھ احکامِ الٰہی کا منکر نہ ہو۔ یا اس کے طرزِ عمل میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان احکام کے استہزاء اور مذاق کا کوئی پہلو ملتا ہو۔ جہاں تک اس امر کا تعلق ہے کہ ریاست میں نافذ احکام کی شرعی احکام سے وہ تطبیق نہ دے اور وضعی قوانین پر نافذ العمل ہو، الٰہی احکام کے انکار اور مذاق کے بغیر ـــــــ تو اس کی وجہ سے اس کو ایسے کفر سے منسوب کرنا غلط تصور ہو گا جو انسان کو اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ بلکہ اس کا یہ کفر "کفرِ معصیت" کہلائے گا یعنی کفر اصغر، اس کفر کی مثل جو عورت سے اس کی دُبر سے آنے یا حیض میں عورت پر داخل ہونے یا مسلمان سے لڑائی جھگڑے کی صورت لازم آتا ہے۔

حاکم کا یہ کفر اس شخص کے کفر کی طرح ہے جو کسی مسلمان کو کافر کہتا ہے۔ کفر اکبر کی اقسام پہلے گزر چکی ہیں۔ اس میں اس امر سے متعلق ـــــــ جب حاکم شریعتِ الٰہی کے علاوہ سے فیصلہ کرے اور قاضی احکاماتِ الٰہی کے سوا کسی قضیہ کا فیصلہ سنائے ـــــــ کفر اکبر ہونے کی وضاحت موجود نہیں۔ اور ایسا شخص مسلمانوں کی دشمنی کا حق دار نہیں ہو گا۔ جہاں تک اس آیت کا تذکرہ ہے کہ "جو لوگ احکاماتِ الٰہی سے روگردانی کرتے ہوئے کسی اور قانون سے فیصلے کرتے ہیں وہ کافر ہیں" تو اس آیت سے مراد وہ لوگ ہیں جو احکامِ الٰہی سے منحرف ہیں اور اس کے قریب بھی نہیں پھٹکتے۔ یا اس کے مدلول ایسے کفر کے مرتکب ہیں جس کو کفر اصغر کہتے ہیں جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: کہ (کیونکہ واضح رہے کہ سنت قرآن کے مجمل کی وضاحت کرتی ہے اور قرآن میں عام حکم کو خاص بھی کرتی ہے)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص ہمارے جیسی نماز پڑھے اور ہمارے قبلے کی طرف اپنا رُخ پھیرے اور ہمارا ذبح شدہ کھائے تو ایسا شخص مسلمان ہے، اس کے وہی حقوق ہیں جو ہمارے ہیں اور اس پر وہی فرائض ہیں جو ہم پر ہیں۔"

اسی طرح علماءِ اہل سنت والجماعت سے، جو امت کے لئے حق کو واضح کرنے والے ہیں، یہ بات ہم تک پہنچی ہے کہ وہ کہتے تھے: "ہم کسی قبلہ کی طرف رخ کرنے والے کی تکفیر نہیں کر سکتے یہاں تک کہ وہ اپنے گناہ کے صحیح ہونے کا اعتقاد رکھے۔ (تب اس کی تکفیر ممکن ہے)

چنانچہ اس طرح وہ حاکم اور قاضی جو اپنے معاملات کو شریعت کے علاوہ دوسرے قوانین سے نبٹائے، حالانکہ وہ اس کو ناجائز سمجھتا ہو بلکہ اس گناہ پر نادم اور متأسف ہو تو کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ اس کی تکفیر کرے۔ کیونکہ وہ شہادتین کا اقراری ہے، نماز کو قائم کرنے والا، زکوٰۃ ادا کرنے والا اور رمضان کے روزے رکھتا ہے اور بیت اللہ کا حج کرتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام ان ارکان پر ہی تو قائم ہوتا ہے۔ لہٰذا کیسے اس کو اسلام سے خارج کیا جاسکتا ہے حالانکہ وہ ارکانِ اسلام میں پختہ عمل پیرا ہے۔

اگر ہم احادیث کی طرف نظر دوڑائیں تو نبی اکرم ﷺ کا یہ قول ہم اکثر سنتے ہیں کہ آپ کسی مخصوص گناہ کے مرتکب کو ایمان سے خارج قرار دیا کرتے تھے۔ مثال کے طور پر آپ کا فرمان: "بخدا وہ شخص ایمان نہیں لایا، بخدا وہ شخص ایمان نہ لایا جس کے شر سے اس کے ہمسائے محفوظ نہ ہوں"...... اس طرح آپ ﷺ نے فرمایا: "اس شخص کا کوئی ایمان نہیں جو امانت کو صحیح ادا نہیں کرتا" —— ایک اور مقام پر آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "تم مومن نہیں ہوسکتے حتی کہ تم میں باہمی اُلفت و مودت نہ ہو۔"

غور فرمائیے کیا یہاں نبی اکرم ﷺ خائن شخص کو ایمان سے خارج قرار دے رہے ہیں۔ اور ان مومنوں کو ایمان سے خارج کہہ رہے ہیں جو اپنے مومن بھائیوں سے محبت نہیں رکھتا۔ کیا آپ ﷺ کی اس نفی کا مطلب ان کو کافر قرار دینا اور مومنوں کی جماعت سے خارج قرار دینا ہے؟؟؟

یقینی بات ہے کہ ایسا نہیں بلکہ ان اقوال کو کمالِ ایمان کی نفی پر محمول کیا جائے گا۔ اور یہ کفر سے شمار ہوگا لیکن بہرحال کفرِ اصغر! نبی اکرم ﷺ اس بات سے بالکل مبرّا و منزہ ہیں کہ کسی کلمہ گو کو کافر اور خارج از ایمان قرار دیں۔ چنانچہ یہ اقوال کفر دون کفر، ظلم دون ظلم، فسق دون فسق اور نفاق دون نفاق کی قبیل سے ہیں۔ ایمان میں بھی اسی طرح ایمانِ کامل اور ناقص کی، ایمانِ قوی اور ضعیف کی تقسیم ہے۔ اس بارے میں وضاحت زیرِ نظر مضمون کی ابتداء میں گزر چکی ہے۔

۵- میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ کس چیز نے آپ مسلمانوں کی تکفیر پر اُبھارا ہے؟

ممکن ہے کہ آپ کو اس خوف نے اس امر پر اُبھارا ہو کہ مسلمان کبائر گناہ کا ارتکاب کرتے جارہے ہیں اور انہیں کسی نے اسلام سے خارج قرار نہیں دیا، چنانچہ اس صورتحال پر آپ نے خوف کھایا ہو کہ آپ سے بھی یہ سوال کیا جائے گا کہ یہ لوگ اسلام کے نام لیوا ہوکر اسلام کا نام بدنام کرنے کا سبب بن رہے تھے۔ اور آپ نے ان سے براءت کا اظہار کیوں نہ کیا؟

میرا آپ سے سوال ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب یا اپنے رسول کی زبان سے آپ کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کو کافر ٹھہرانے کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے کہ جب وہ گناہوں کا ارتکاب کریں اور حرام چیزوں میں کثرت کریں، واجبات اور فرائض کو ترک کر دیں تو آپ انہیں کافر قرار دینا۔ اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو میرا آپ سے مطالبہ ہے ایسا کوئی بھی آیت یا حدیث دکھایئے جس میں حکم دیا گیا ہو۔ بخدا آپ اس مفہوم پر کوئی دلیل کبھی بھی نہیں پا سکیں گے۔

○۔ میں آپ ترغیب دیتا ہوں کہ مسلمانوں کی تکفیر کی بجائے ان کی ہدایت اور اصلاح کی طرف اپنی توجہ مرکوز کریں۔ کیا رائے ہے آپ کی کہ ان کو کفر سے منسوب کرنے کے بعد کیا وہ ایمان لائے ہیں اور مسلمان ہو گئے یا پھر زیادہ گناہ کی طرف چلے گئے ہیں۔؟ اس کا جواب یقیناً نفی میں ہے۔ غور کیجئے ـــــــ کیا کبھی اسلام کی دعوت کا طریقہ دوسروں کو ملامت اور طنزو تشنیع کے ذریعے بھی ہو سکتی ہے یا اس کے برعکس؟ بخدا اسلام کی دعوت مثبت بنیادوں پر قائم ہے اور ہدایت و صلاح کے اصولوں پر مبنی ہے۔

○۔ میں کسی متشدد آدمی کی اندھے وار تقلید سے آپ کو بچے رہنے کی تلقین کرتا ہوں جس نے یہ اُمور آپ کے لئے مزین کر دیئے اور ان کو نیکی بنا دیا۔ اور آپ نے بھی اس تکفیرانہ طرز عمل کو قبول کر لیا، قرآن مجید، سنت نبوی اور اجماعِ امت سے کسی بھی دلیل کی معرفت کے بغیر۔ نامعلوم ایسے لوگ کس بنیاد پر مخلص نوجوانوں کو اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لئے اپنے دامِ فریب میں اُلجھا دیتے ہیں۔

۶۔ میرا آپ سے یہ سوال ہے کہ مسلمان کو کافر قرار دینے کے بعد آپ کا اُن کے بارے میں کیا ارادہ ہے اور دیگر مسلمانوں سے ان کے لئے کس طرزِ عمل کی امید رکھتے ہیں؟

کیا اس تکفیر سے آپ کا مقصد ان کے خون کو اور ان کے اموال کو مسلمانوں کے لئے حلال کروانا ہے۔ یا صرف اور صرف مسلمانوں کے مابین زیادہ سے زیادہ فتنے کا پھیلاؤ۔ تاکہ مطعون لوگ اسلام سے زیادہ سے زیادہ دور ہو جائیں اور اپنی ہلاکت کے قریب ہو جائیں۔

نامعلوم وہ کیا چیز ہے جس نے اپنے بھائیوں کی تکفیر پر آپ کو اُبھارا ہے، جس کو آپ نے دلوں میں چھپا رکھا ہے یا وہ سبب، ممکن ہے کہ آپ بھی نہ جانتے ہوں اور بے سوچے سمجھے اس طرز عمل پر مُصر ہوں۔ بہرحال تمام اسباب کے باوجود آپ ایک وسیع و عریض فتنہ میں پھنس چکے ہیں۔ اللہ سے میں دعا کرتا ہوں کہ آپ کو اس فتنے سے بچنے کی توفیق دے اور باقی تمام مسلمانوں کو اس سے محفوظ رکھے۔ آمین!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری آپ کے لئے یہ نصیحت ہے کہ آپ اپنے ہم خیال افراد کے ساتھ یا انفرادی طور پر عالم اسلامی کے نامور عالم سے اس موضوع پر تبادلہ خیال کریں۔ عرب میں علمی اور عملی طور پر اس کی واضح مثال شیخ ابنِ باز کی شخصیت ہے۔ ان سے تبادلہ کے بعد وہ جس امر کا فیصلہ سنائیں اس کو قبول کریں اور جن معاملات کا آپ کو حکم دیں ان کو بجالائیں۔ کیونکہ وہ آپ کو صرف اور صرف خیر کی طرف، نجات کی طرف اور آپ کی نیک بختی کی طرف ہی دعوت دیں گے۔ ان سے تبادلہ خیال سے قبل میری یہ نصیحت ہے کہ اپنے بھائیوں کی تکفیر سے اللہ کی طرف توبہ کریں۔ علم و عمل سے اپنے نفسوں کی اصلاح کی طرف توجہ دیں۔ اس کے بعد اپنے بھائیوں کو منہجِ حق، جو مسلمانوں کا سیدھا رستہ ہے، کی طرف دعوت دیں۔ تاکہ آپ بھی اپنے بھائیوں کے ساتھ دین و دنیا کی سعادت کے حق دار بن سکیں۔

یہی وہ رستہ ہے جس کے لئے تمام مسلمانوں کے لئے، میں اللہ سے دعاگو ہوں کہ انہیں اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !

---

(۱) معصوم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اپنی رحمت کے ساتھ اپنے بندے کو گناہوں سے محفوظ رکھیں۔ مخلوقات میں معصوم ہونا صرف نبی اکرمؐ کا خاصہ ہے کیونکہ قرآن میں ہمیں نبی اکرمؐ کی طریقے پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔ اگر نبی اکرمؐ معاصی کے مرتکب ہوسکتے ہیں تو پھر امت کے لیے آپ کی ذات میں اسوۂ حسنہ کیسے رہا؟ —— مؤمن گناہ عظیم کا ارتکاب کرسکتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ مؤمن کے لیے حدود (زنا، چوری، تہمت اور قتل) مقرر کی گئی ہیں۔ اگر گناہ صاحب ایمان کے لیے محال ہوتا تو یہ حدود بھی مقرر نہ ہوتیں بلکہ وہ بلا توقف اسلام سے خارج ہوجاتا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب بھی مؤمن ہوسکتا ہے۔ —— (۲) اسماء و صفات الٰہی میں یہ الحاد اگر "اشاعرہ" کی تاویل کی طرح ہو کہ وہ صفات میں تشبیہ سے بچتے ہوئے تاویل پر مجبور ہوئے ہوں اور صفات کی حقیقت تسلیم کرتے ہوں تو، باوجود اس کے کہ ان کا یہ قول بھی غلط ہے، ان کا کافر نہیں کہا جائے گا۔ اس کے برعکس وہ لوگ جو مکرو فریب اور حیلہ سازی سے اللہ کی صفات سے منکر ہوتے ہیں اور اپنے کفر کی وجہ سے ان کے انکار پر مصر ہیں، مانند جہمیہ کی تاویلات کے، تو ایسے اعتقاد رکھنے کو کافر سمجھا جائے گا اور وہ خارج عن الملہ ہوں گے۔ —— (۳) اس کے ساتھ ساتھ یہ امر بھی اس میں شامل ہے کہ کوئی شخص نبیؐ کے صحابہ (مثلاً حضرات ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم) کو کافر مانتا ہو اور ان کی شان میں گستاخی کرے تو ایسا شخص بھی کافر ہوگا۔ کیونکہ صحابہ کو کافر ماننا درحقیقت اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب کے مترادف ہے۔ بایں وجہ کہ صحابہ کے ایمان اور جنت میں داخلے کی بشارت اللہ اور رسول کی زبانی بڑی وضاحت سے موجود ہے۔ —— (۴) جس طرح کہ مسلم کی روایت میں ہے کہ "فرشتے کو (پیدائش کے وقت) چار امور لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے: اس شخص کے رزق کا، موت کے وقت کا، اعمال کا اور نیک بخت یا بد بخت ہونے کا۔ ——

(۵) اس طرح کے شرک کے مرتکب کو، اس وقت، کافر تصور نہیں کیا جائے گا جبکہ اس کا یہ شرک اس کی جہالت کی وجہ سے ہو۔ لیکن اگر اس کو سمجھا دیا جائے اور حقیقت واضح کر دی جائے اس کے باوجود وہ شرک پر مصر رہے، مادی منفعت، خواہشات نفسانی کے حصول یا کسی اور وجہ سے، تو تب اس کے کفر میں بھی کوئی شبہ نہیں رہ جائے گا۔ —— (۶) ابن عباس کے اس قول کو حاکم نے نقل کیا ہے اور امام ذہبی نے طاؤس کے طریق سے ابن عباس کے اس قول کو صحیح قرار دیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ